Marking Scheme

CBSE Sample Question Paper

URDU Class - X (Course - A)

2018 - 19

Total Marks : 80 | کل نشانات: 80

(حصہ : الف)

1۔ جواب: [5]

(i) (b) 1929 (1)

(ii) (c) طویل نظم (1)

(iii) (b) نظم گو شاعر (1)

(iv) (b) آپ بیتی (1)

(v) (a) اپنے ولولہ انگیز لہجہ کی وجہ سے (1)

2۔ جواب: [5]

(i) (c) جگنو کی (1)

(ii) (b) پھولوں کی انجمن میں (1)

(iii) (b) پروانہ (1)

(iv) (d) مہتاب کی کرن میں (1)

(v) (c) جگنو کو (1)

(حصہ : ب)

3۔ جواب: [10]

(i) ٹیلی ویژن:

(a) تعارف و تمہید (2)

(b) نفس مضمون (3)

(c) اندازِ بیان (3)

(d) اختتام (2)

(ii) بڑھتی ہوئی آبادی ۔ وجوہات اور تدارک:

(a) تعارف و تمہید (2)

(b) نفس مضمون (3)

(c) اندازِ بیان (3)
(d) اختتام (2)

(iii) اخبار بینی کے فائدے
(a) تعارف وتمہید (2)
(b) نفس مضمون (3)
(c) اندازِ بیان (3)
(d) اختتام (2)

(iv) مادری زبان کی اہمیت
(a) تعارف وتمہید (2)
(b) نفس مضمون (3)
(c) اندازِ بیان (3)
(d) اختتام (2)

4۔ جواب: [6]
(a) پتہ (1)
(b) القاب وآداب (1)
(c) نفس مضمون (2)
(d) اختتام (2)

(یا)

(a) پتہ (1)
(b) القاب وآداب (1)
(c) نفس مضمون (2)
(d) اختتام (2)

(حصہ - ج)

5۔ اسم کی قسمیں: [2]
(i) خطاب (1)
(ii) لقب (1)

6۔ جواب: [3]
(i) اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا۔ اپنی ذمہ داری خود سنبھالنا ۔
جملہ: اختر کو ملازمت مل گئی، اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ (1 1/2)

(ii) بات کا بتنگڑ بنانا۔ ذرا سی بات کو بڑھانا۔
جملہ: تمہاری یہ بات اچھی نہیں ہے کہ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہو۔ (1 1/2)

(iii) اپنا سا منہ لے کر جانا۔ جواب نہ بن آنے کی وجہ سے شرمندہ ہونا۔
جملہ: میں نے تمہاری سفارش کی، مگر تمہاری لاپرواہی کا سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ (1 1/2)

(iv) ہاں میں ہاں ملانا۔ بات ماننا۔ کریم نے استاد کی ہاں میں ہاں ملائی۔ (1 1/2)

7۔ جواب: [3]

(i) صنعت ''تضاد'' کی تعریف:
کلام میں ایسے الفاظ کا لانا جو ایک دوسرے کی ضد ہوں، تضاد کہلاتا ہے۔ (11/2)
مثال: نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
یہ جہاں ہے تیرے لیے، تو نہیں جہاں کے لیے (1 1/2)

(ii) اس شعر میں صنعت تلمیح استعمال کی گئی ہے۔ (2)

(حصہ - د)

8۔ جواب: [5]

(i) (c) انسانی خیال کی (1)
(ii) (c) مترادف الفاظ (1)
(iii) (c) مترادف الفاظ کی (1)
(iv) (c) شاعری کے لیے (1)
(v) (b) لطیف خیال اور نازک جذبات کو (1)

(یا)

(i) (c) اشتہارات ضرورت نہیں ہے کے (1)
(ii) (b) ابن انشا (1)
(iii) (b) ریفریجریٹر (1)
(iv) (a) حق وراثت سے محروم کرنا (1)
(v) (b) جو خصوصیات ہم میں ہیں (1)

9۔ جواب: [5]

راجندر سنگھ بیدی کا افسانہ ''بھولا'' ایک معصوم بچے کی کہانی ہے۔ اس کہانی میں چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں، جو بھولا کے دادا جی کی زبانی ہیں۔ اس افسانے میں ایک چھوٹے بچے کی معصومیت، اس کے دل کی نرمی اور دردمندی کو بیدی نے خوبصورت ڈھنگ سے پیش کیا ہے۔ (5)

(یا)

پروفیسر محمد مجیب نے تاریخ پر مبنی کئی ڈرامے لکھے ہیں۔ 'آزمائش' بھی ان کا ایک تاریخی ڈراما ہے جو 1857 کے دل دوز واقعات پر مبنی ہے۔ اس ڈرامے کے ذریعے پروفیسر محمد مجیب نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہمیں وطن کی آبرو اور حفاظت کے لئے مر مٹنا چاہیئے۔ (5)

10۔ جواب: [4]

(i) گاندھی جی کا اعتراف نامہ پڑھ کر والد صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رقعہ پڑھنے کے لیے اٹھ کر بیٹھ گئے، اس کے بعد رقعہ پڑھ کر پھاڑ دیا اور پھر لیٹ گئے، انہیں روتا دیکھ کر گاندھی جی خود بھی رونے لگے۔ (2)

(ii) بھاگ وتی ایک جذباتی عورت ہے۔ وہ دوسروں کی مدد کرنا بھلائی سمجھتی ہے اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ اس کا پتی رام سہائے مل اس سے مختلف ہے۔ وہ اپنی جان کی فکر میں مبتلا رہتا ہے کہ کہیں کوئی آفت نہ آجائے۔ فطرتاً وہ کمزوردل اور ڈرپوک ہے۔ (2)

(iii) سرسید کے نانا کے یہاں صبح کے وقت ایک چوڑا چکلا دسترخوان بچھتا تھا۔ بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں سبھی اس دسترخوان پر کھانا کھاتے۔ نانا صاحب ہر ایک کی پسند کی چیز چمچے میں لے کر اپنے ہاتھ سے رکابی میں ڈال دیتے۔ تمام بچے بہت ادب اور صفائی کے ساتھ کھانا کھاتے۔ سب کو خیال رہتا کہ کوئی چیز گرنے نہ پائے، ہاتھ کھانے میں زیادہ نہ بھرے اور نوالا چبانے کی آواز منہ سے نہ نکلے۔ (2)

(iv) اطلاع عام کے اشتہار میں کہا گیا ہے کہ راقم محمد دین ولد فتح دین کریانہ مرچنٹ یہ اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہے کہ اس کا فرزند رحمت اللہ نہ نافرمان ہے، نہ اوباش کی صحبت میں رہتا ہے۔ لہٰذا اسے جائیداد سے عاق کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آئندہ جو صاحب اسے کوئی ادھار وغیرہ دیں گے وہ میری ذمہ داری پر دیں گے۔ (2)

11۔ جواب: [5]

(i)	(b)	نظم	(1)
(ii)	(d)	اقبال	(1)
(iii)	(a)	کیوں دنیا میں حسن کو لازوال نہیں کیا گیا	(1)
(iv)	(b)	دنیا کو	(1)
(v)	(c)	رنگِ تغیر	(1)

(یا)

(i)	(b)	غزل	(1)
(ii)	(d)	اصغر گونڈوی	(1)
(iii)	(b)	گلستان بن گیا	(1)
(iv)	(d)	محبوب کا غم	(1)
(v)	(b)	دنیا کی تکلیفیں	(1)

12۔ جواب: [5]

علامہ اقبال نے اس نظم میں حسن کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ زوال ہی دراصل کسی بھی شئے کی حقیقت ہے اور اسی میں اس کا حسن چھپا ہے۔اس کو علامہ محاکاتی طور پر کہتے ہیں کہ خدا سے حسن نے یہ پوچھا کہ مجھے لازوال اور زندہ جاوید کیوں نہیں بنایا گیا، جس کا جواب یہ دیا گیا کہ زوال ہی ہر شئے کی اصل خوبصورتی ہے۔ یہ گفتگو چاند نے سن لی اور اس طرح تارے، صبح کے آخری تارے اور زمین کی شبنم، پھول، کلی، چمن، بہار اور آخر شباب تک یہ بات پہنچ گئی۔ جس سے سب پر پریشانی اور افسردگی کی لہر چھا گئی۔
علامہ اقبال نے اس نظم کے ذریعہ یہ پیغام دیا ہے کہ دنیا کی ہر شئے فنا ہونے والی ہے، اور تغیر و تبدیلی ہر شئے میں ہوتی ہے، اور یہی اس کی خوبصورتی ہے۔ حسن کی حقیقت یہ ہے کہ اسے بھی دیگر اشیاء کی طرح فنا ہونا ہے۔

(یا)

جواب: (5)

انیسؔ کی رباعی ناصحانہ ہے۔ اس رباعی میں انیس نے خوبصورت مثال سے تشبیہ دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ، اللہ جنھیں اعلیٰ مرتبہ دیتا ہے، ان کے دل میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے۔ وہ چھوٹوں اور کم رتبہ لوگوں سے اکڑ کر بات نہیں کرتے۔ لیکن جو لوگ کم عقل اور بے وقوف ہوتے ہیں، وہ خود اپنی تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ ان کی مثال ایک خالی برتن کی طرح ہے جس سے بہت آواز نکلتی ہے، بھرے ہوئے برتن سے آواز نہیں آتی، یعنی عقلمند

لوگ آپ اپنی تعریف نہیں کرتے۔

13۔ جواب: [4]

(i) ایسی تباہی جو کسی تعمیر یا نئے مقصد کے ہو، مثلاً ایک پرانا مکان ہے، اسے ڈھایا جاتا ہے، یہ ایک طرح کی تباہی اور تخریب ہے۔ لیکن پھر انہیں بنیادوں پر نئی عمارت بنائی جاتی ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ ہر تعمیر کے پیچھے تخریب ہوتی ہے۔ (2)

(ii) دل میں فروتنی کو جا دینے سے شاعر کی مراد عاجزی، انکساری اور نرمی اختیار کرنا ہے۔ (2)

(iii) خدا اور حسن کی گفتگو کو چاند نے سنا اور ستاروں تک پہنچایا، صبح کے تارے نے شبنم کو، شبنم نے پھول اور پھول نے کلی، کلی سے چمن اور چمن سے بہار اور شباب تک گفتگو پھیل گئی۔ (2)

(iv) پردیس سے آنے والے شخص سے شاعر بے تاب ہو کر پوچھتا ہے کہ میرے وطن کا کیا حال ہے؟ لوگ کیسے ہیں؟ کیا اب بھی وہاں باغوں میں مستانہ ہوائیں چلتی ہیں؟ کیا شام کو دلچسپ اندھیرا ہوتا ہے؟ کیا اب بھی وہاں مندر اور مسجد مہکتے ہیں۔ اس طرح کے کئی اور مناظر فطرت کے بارے میں شاعر بے تاب ہو کر پوچھتا ہے۔ (2) (4)

14۔ جواب: [4]

(a) مصنف نے یہ افسانہ ایک مسٹنڈے فقیر پر لکھا ہے۔ مصنف کو فقیروں سے بغض ہے۔ کیونکہ اکثر فقیر جسمانی لحاظ سے بالکل تندرست ہوتے ہیں، مگر کوئی کام نہیں کرتے، بھیک مانگنے ہی کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ ضرورت مند اور حاجت مند سے انہیں ہمدردی ہے، مگر کاہل، سست فقیروں سے نفرت ہے۔ ان باتوں کو مصنف نے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں پیش کیا ہے۔

(b) اشرف صبوحی نے 'مرزا چپاتی' میں دلّی کے آخری مغل تاج دار بہادر شاہ ظفر کے بھانجے مرزا چپاتی کا خاکہ بیان کیا ہے جو اس طرح ہے: گورا رنگ، بڑی بڑی ابلتی ہوئی آنکھیں، لمبا قد شانوں پر سے ذرا جھکا ہوا، چوڑا اشفاف ماتھا، تیموری داڑھی، چنگیزی ناک، اور مغلئ باڑھ تھا۔ (4)

15۔ جواب: [4]

(i) دادا جی کے مرنے کے بعد اسے اپنے سر پر ہاتھ نہ ہونے کا احساس تھا۔ اسی لئے اس نے

بابو جی سے اپنے سر پر ہاتھ رکھنے کی درخواست کی تاکہ اسے دادی کی کمی کا احساس نہ ہو سکے۔ (2)

(ii) اشرف صبوحی نے اپنے خاکہ میں لکھنؤ کی پتنگ بازی اور وہاں کے مشہور پتنگ باز میر کنکیا جو واجد علی شاہ کے شاہی پتنگ باز تھے، ان کا حلیہ بیان کیا ہے۔ (2)

(iii) افسانہ نگار رتن سنگھ کی 'من کا طوطا'' سے مراد دل میں اٹھنے والی تمنائیں، کواہشات ہیں۔ دل میں اٹھنے والی تمنائیں انسان کو اکساتی رہتی ہیں۔ انسان اپنی خواہش کی دنیا میں ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہے۔ اسی کو مصنف نے ''من کا طوطا'' کہا ہے۔ (2)

(iv) اس افسانے میں کلام حیدری نے کہا کہ پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے انسان اتنا مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ بھوک مٹانے کے لئے پست سے پست کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ نہایت دیانت دار انسان بھی بھوک سے پریشان ہو کر تنگ دستی سے مجبور ہو کر بے ایمانی پر اتر جاتا ہے۔ (2)

16۔ جواب: [5]

(a) غزل

عام طور پر غزل سے مراد شاعری کی وہ صنف ہوتی ہے جس میں عورتوں یا محبوب سے باتیں کی جائیں گویا کہ بنیادی طور پر غزل کی شاعری عشقیہ شاعری ہے۔ آج کل غزل میں عشقیہ شاعری کے ساتھ دوسرے مضامین بھی داخل ہو گئے ہیں اور اس میں مضامین کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ عام طور پر اس میں پانچ یا سات اشعار ہوتے ہیں۔ لیکن کئی غزلوں میں اس سے زیادہ اشعار بھی ملتے ہیں۔ غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ آخری شعر مقطع کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ غزل کا سب سے اچھا شعر بیت الغزل یا شاہ بیت کہلاتا ہے۔ میر تقی میر، غالبؔ، اقبالؔ، جوشؔ، فیضؔ وغیرہ اردو کے اہم شاعر ہیں۔ (5)

(b) خاکہ

خاکہ سے مراد ایک ایسی نثری تحریر ہے جس میں کسی کی شخصیت کی منفرد اور نمایاں خصوصیات کو اس انداز سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی مکمل تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ خاکہ نگاری سوانح نگاری سے مختلف ہے۔ اس میں سوانح حیات کی طرح واقعات ترتیب وار نہیں لکھے جاتے اور نہ ہی تمام واقعات کا بیان ضروری ہوتا ہے، بلکہ خاکہ نگار ایسی شخصیت کا خاکہ لکھتا ہے جس سے وہ کسی نہ کسی طور پر متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے خاکہ میں شخصیت کی خوبی اور خامیوں کے بیان میں دشمنی و انا کا پہلو نہیں آنا چاہئے بلکہ خامیوں کے بیان میں بھی اپنائیت کا احساس ہونا چاہئے۔ (5)

(c)

افسانہ اس کہانی کو کہتے ہیں جس میں زندگی کی سچائیوں کا بیان ہوتا ہے۔ افسانے کی بنیادی چیز وحدت تاثر ہے۔ افسانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے کردار ہماری زندگی سے مطابقت رکھتے ہوں۔ افسانہ نگار گہرے مشاہدے کا حامل اور انسانی نفسیات کا اچھا شعور رکھنے والا ہو۔ افسانہ اختصار کے ساتھ زندگی کے کسی اہم گوشے کو پیش کرتا ہے۔ اردو کے مشہور افسانہ نگاروں میں سعادت حسن منٹو، قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، راجندر سنگھ بیدی، کرشن چندر، غلام عباس اور انتظار حسین کے نام آتے ہیں۔ (5)

17۔ جواب: [5]

(i) (5)

1۔ محمد حسین آزاد برج بھاشا کو اردو کی ماں قرار دیتے ہیں۔

2۔ جمیل جالبی اردو کا سلسلہ پالی سے جوڑتے ہیں۔

3۔ حافظ محمود شیرانی کا دعویٰ ہے کہ اردو کا آغاز پنجاب سے ہوتا ہے۔

4۔ سید سلیمان ندوی سندھ سے اردو کی پیدائش بتاتے ہیں۔

5۔ نصیر الدین ہاشمی دکن سے اردو کا آغاز قرار دیتے ہیں۔

6۔ مسعود حسین خاں دلی اور اس کے اطراف کو اردو کی جائے پیدائش مانتے ہیں۔

(ii)

مسعود حسین خاں کا نظریہ ہے کہ دلی اور اس کے اطراف میں اردو کا آغاز ہوتا ہے، زیادہ قابل قبول نظریہ ہے یعنی بارھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے فتح دہلی کے بعد کا زمانہ جب دہلی اور اس کے گرد و نواح میں مقامی بولیوں بالخصوص کھڑی بولی میں عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے الفاظ بہ کثرت داخل ہونے لگے۔ (5)

..........☆☆☆.........